6

قبر کے طواف کی حرمت پر رسالہ عجالہ

کشف الستور
عن
طواف القبور

از

مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب مرحوم قصوری

پہلی مرتبہ ۱۹۰۴ء میں کارخانہ پیسہ اخبار کے خادم التعلیم سٹیم پریس لاہور میں
منشی عبدالعزیز منیجر کے اہتمام سے طبع ہوا۔

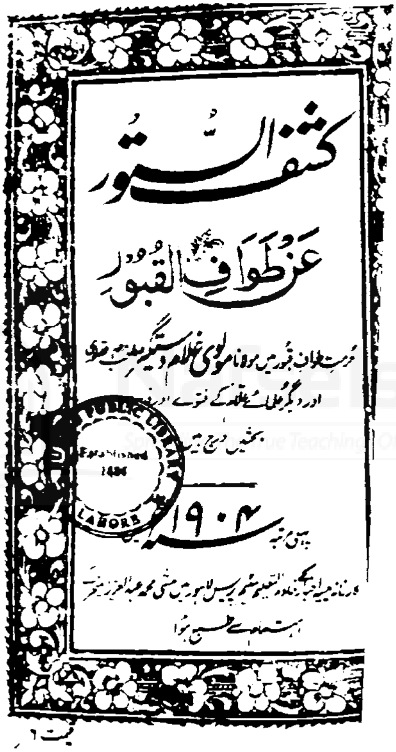

کشف الستور

عن طواف القبور

حرمت طواف قبور میں مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری

اور دیگر علمائے [illegible] کے فتوے اور

بحثیں درج ہیں

PUBLIC LIBRARY Established 1884 LAHORE

سنہ ۱۹۰۴

پہلی مرتبہ

در مطبع [illegible] خادم التعلیم سٹیم پریس لاہور میں منشی محمد عبد العزیز منیجر

کے اہتمام سے طبع ہوا

قیمت ۱

[باہتمام منشی عبدالعزیز منیجر خادم التعلیم سٹیم پریس لاہور سے شائع شدہ نسخے کا سرورق]

اِستفتاء

سوال اینکہ درمیان اہل محبت کہ باولیاء اللہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم محبت و اعتقادِ قلبی میدارند برائے تعظیم اولیاء اللہ طوافِ مزارات اوشان مروّج ست شرعاً جائز است یا نہ۔ بینوا تو جروا۔

نقل فتوی مولوی عبدالرحمٰن خیر پوری

الجواب بإعانة الملهم بالصواب :

آ نکہ جائز ست چرا کہ معنی طواف گرد گشتن ست چیزے راو مطلق طواف عبادت نیست کہ مختص بہ بیت اللہ شریف باشد۔ نعم طواف بیت اللہ شریف عبادت ست، وطواف اولیاء اللہ فعل تعظیم ست نہ عبادت تا کہ ممنوع باشد۔

چنانکہ قیام دو قسم ست: یکے عبادت چنانچہ قیام فی الصلوٰۃ ۔ دوم تعظیمی چنانچہ برائے عظما چنانچہ دراحادیث شریفہ آمدہ **قوموا لسیدکم** پس طواف تعظیمی رابر طواف عبادت قیاس کردن وحکم کردن بعدم جواز قیاس سجدۂ عبادت وسجدۂ تعظیم۔

NafseIslam Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

(ترجمہ) سوال: یہ ہے کہ اہل محبت کے درمیان جو اولیاء اللہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے محبت و اعتقاد رکھتے ہیں، اولیاء اللہ کی تعظیم کے لیے ان کے مزارات مقدسہ کا طواف مروج ہے۔ جائز ہے کہ نہیں؟ بیان کرو تا کہ اجر دیے جاؤ۔

الجواب باعانة الملهم بالصواب :

یہ جائز ہے کیونکہ طواف کا معنی کسی چیز کے گرد پھرنا ہے اور مطلق طواف عبادت نہیں ہے جو بیت اللہ شریف کے ساتھ مختص ہو۔ ہاں بیت اللہ شریف کا طواف عبادت ہے اور طواف مزارات اولیاء اللہ فعل تعظیم ہے نہ عبادت کہ ممنوع ہو۔ چنانچہ قیام دو قسم کے ہیں:

عبادت ۔ جیسے نماز میں کھڑا ہونا۔ تعظیمی ۔ جیسا کہ تعظیم کے لیے۔ چنانچہ احادیث شریفہ میں آیا ہے: **قوموا لسیدکم** (اپنے سردار کے لیے تم کھڑے ہو جاؤ) پس طواف تعظیمی کو طواف عبادت پر قیاس کرنا اور اس کے عدم جواز کا حکم کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ کیا تُو نہیں دیکھتا کہ سجدہ افعال عبادت میں سب سے بڑا ہے اس کی بھی دو قسم ہے: ۱۔ سجدۂ عبادت۔ ۲۔ سجدۂ تعظیمی۔

سجدۂ تعظیم لغیر اللہ اگرچہ در شرائع سابقہ جائز بود مگر در شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حرام شد۔ اگر طواف تعظیم برائے غیر بیت اللہ ممنوع بودے ہر آئینہ کدام نص از کلام ربانی یا احادیث نبوی یا قولِ مجتہد در حرمت او وارد شدے، حالانکہ ہیچ سند حرمت او یافتہ نشدہ پس فعل تعظیم را بغلط فہمی خود فعل عبادت نام نہادہ بلا دلیل شرعی حرام گفتن بعید از عقل ونقل است۔

اگر مدعی حرمت در دعویٔ خود صادق ست بروی لازم کہ سند از اسناد مرقومہ بالا پیش کند۔ و اینکہ قولہ تعالیٰ **و لیطوفوا بالبیت العتیق** سند گرفتہ حرام می فرمایند بداں ماند کہ قیام تعظیمی را بسند قولہ تعالیٰ **و قوموا للّٰہ قانتین** حرام گویند، حالانکہ قیام تعظیمی را کسے حرام نمی گوید۔

پس عجب ست کہ **و لیطوفوا الآیۃ** را سند خود قرار دادہ اند حالانکہ ایں طواف عبادت ست و در تفصیل ارکان حج بیت اللہ شریف مذکور شدہ۔

(ترجمہ) سجدۂ تعظیمی اگرچہ سابقہ شرائع میں جائز تھا لیکن شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حرام ہوا، اگر بیت اللہ کے سوا کسی کا طواف تعظیم ممنوع ہوتا تو کلام ربانی میں سے کوئی نص یا احادیث نبوی یا قول مجتہد اس کی حرمت میں وارد ہوتا حالانکہ اس کی حرمت پر کوئی سند نہیں پائی گئی ہے۔ پس اپنی غلط فہمی کی وجہ سے فعل تعظیم کا نام فعل عبادت رکھنا بغیر کسی دلیل شرعی کے حرام کہنا عقل ونقل سے بعید ہے۔ اگر مدعی حرمت اپنے دعوی میں سچا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اسناد مرقومۂ بالا میں سے کوئی سند پیش کرے اور یہ جو اللہ تعالیٰ کا فرمان **و لیطوفوا بالبیت العتیق**

اور چاہیے کہ وہ بیت عتیق کا طواف کریں۔

سے سند پکڑتے ہوئے حرام کہتے ہیں تو اس کو جاننا چاہیے کہ قیام تعظیمی کی سند فرمان حق عزوجل؛

و قوموا للّٰہ قانتین

اور تم اللہ کے لیے ڈرتے ہوئے قیام کرو۔

کو حرام کہیں حالانکہ قیام تعظیمی کو کسی نے حرام نہیں کیا ہے۔ پس عجب ہے کہ ولیطوفوا الآیۃ کو اپنی سند قرار دیا ہے حالانکہ یہ طواف عبادت ہے اور ارکان حج بیت اللہ شریف کی تفصیل میں مذکور رہا۔

خاصہ دریں آیۂ کریمہ ہیچ کلمۂ حصر نیامدہ کہ ازوی اختصاص طواف بہ بیت اللہ شریف ثابت شود۔ اگر انصاف فرمایند طواف مراقد اولیاء اللہ تعالیٰ ازیں آیۂ شریفہ ہم ثابت میشود۔ چرا کہ در تفسیر نیشاپوری تحت قولہ تعالیٰ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ الآیة آمدہ **وإن أنموذج بيت اللّٰه فی الإنسان (و هو العالم الصغير) القلب الذي وضع ببكة صدر الاسلام مباركا عليه و هدى يهتدي به جميع أجزاء وجوده عبد اللّٰه بجوده. فإن النور الالٰهی إذا وقع فی القلب انفسح له واتسع، فبه يسمع وبه يبصر وبه يعقل وبه ينطق وبه يبطش وبه يمشي وبه يتحرك وبه يسكن [فيه آيات بينات] يصل بها الطالب إلى مطلوبه والقاصد إلى مقصوده. انتهیٰ كلامه.**(۱)

و درحدیث قدسی آمدہ **لا يسعني أرضي و لا سمائي و لكن يسعني قلب عبدی المؤمن** ونیز آمدہ **قلب المؤمن عرش اللّٰه تعالیٰ**۔

(ترجمہ) اس آیت کریمہ کے خاصہ میں کوئی کلمۂ حصر نہیں آیا ہے جس سے اختصاص طواف صرف بیت اللہ شریف کے لیے ثابت ہو۔ اگر وہ انصاف فرمائیں تو مرقد اولیاء اللہ کا طواف بھی اسی آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے جیسا کہ تفسیر نیشاپوری میں اس قول باری تعالیٰ **ان اول بيت وضع للناس الآية** کے تحت آیا ہے:

''بے شک بیت اللہ انسان کے قلب کے ساتھ ملا ہوا ہے (انسان عالم صغیر ہے) پس جس نے مکہ کو بنایا انسان کا سینہ، بابرکت ہے اس پر اور ہدایت اللہ کے بندے کے تمام اجزائے بدن اس کے کرم سے ہدایت پاتے ہیں پس جب نور الٰہی قلب میں واقع ہوتا ہے تو اس کو وہ کھول دیتا ہے اور اس میں وسعت عطا فرماتا ہے، اس سے وہ سنتا، دیکھتا، سمجھتا، بولتا، پکڑتا، چلتا ہے اور اسی سے حرکت کرتا اور ساکن ہوتا ہے اور اس میں روشن نشانیاں ہیں طالب کو اپنے مطلوب سے ملاتا ہے، قاصد کو اس کے مقصود تک پہنچاتا ہے۔ انتہیٰ کلامہ (تفسیر نیشاپوری:۲/۳۲۰)

اور حدیث قدسی میں آیا ہے کہ میں زمین و آسمان میں نہیں سماتا ہوں لیکن میں بندۂ مومن کے قلب میں سماجاتا ہوں۔

اور یہ بھی ارشاد ہے کہ مومن کا قلب اللہ کا عرش ہے۔

و در بارۂ تعظیم اولیاء اللہ تعالیٰ احادیث نبویہ ہم وارد اند کہ **إن من إجلالي و توقيري توقير الشيخ من أمتي و الشيخ في قومه كالنبي في أمته.** پس ہرگاہ کہ شانِ اولیاء اللہ تعالیٰ ایں ست پس چگونہ اکرام کردن ایشاں ممنوع باشد۔

و در مشکوٰۃ شریف حدیث آمدہ کہ **ما اجتمع قوم في بيت من بيوت اللّٰه تعالىٰ يتلون كتب اللّٰه و يتدارسونه بينهم إلا نزلت عليهم السكينة و غشيتهم الرحمة و حفتهم الملائكة و ذكرهم اللّٰه تعالىٰ فيمن عنده و من أبطأ به عمله لم يسرع به نسه . رواه مسلم** و معنی **حفتهم الملائكة** چنیں فرمودہ اند کہ طواف می کنند او شانرا فرشتگان اگر ایں طواف عبادت بودے معاذ اللہ کہ فرشتگانِ عبادت غیر خدا کنند۔ پس معلوم شد کہ طواف تعظیم لغیر اللہ و لغیر بیت اللہ جائز ست و طواف عبادت مخصوص بہ بیت اللہ ست۔

و مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی در زاد اللبیب ...... طواف مراقد اولیاء جائز فرمودہ اند۔

(ترجمہ) اور اولیاے کرام کی تعظیم کے بارے احادیث نبویہ بھی وارد ہوئی ہیں جیسا کہ فرمایا: ’بے شک میری بزرگی اور عزت میری امت کے شیخ سے ہے اور قوم کا شیخ ایسا ہے جیسے نبی اپنی امت میں‘۔
پس جب شان اولیاء اللہ ایسی ہے تو پھر ان کی تعظیم کرنا کیسے ممنوع ہوئی؟۔

اور مشکوٰۃ شریف میں حدیث مبارکہ نقل ہے جب لوگ اللہ کے کسی گھر (مسجد) میں جمع ہوتے ہیں، کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں اس کی تدریس و تفہیم کرتے ہیں تو ان پر سکینہ نازل ہوتا ہے، رحمت ان پر چھا جاتی ہے اور فرشتے انھیں ڈھانپ لیتے ہیں۔ نیز اللہ اپنے پاس موجودین میں اس کا ذکر فرماتا ہے۔ اگر کسی کا عمل اسے پیچھے چھوڑ دے تو نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکتا۔

مسلم نے اس کو نقل لیا اور **حفتهم الملائكة** کا معنی اس طرح فرماتے ہیں کہ طواف کرتے ہیں ان کا فرشتے۔ اگر یہ طواف عبادت ہے تو معاذ اللہ کیا فرشتے غیر خدا کی عبادت کرتے ہیں؟ پس معلوم ہوا کہ طواف تعظیم غیر اللہ کے لیے اور غیر بیت اللہ کے لیے جائز ہے اور طواف عبادت صرف بیت اللہ کے ساتھ مخصوص ہے۔

اور مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی زاد اللبیب میں مراقد اولیاء کے طواف کرنے کو جائز فرماتے ہیں۔

وفی دستور القضاۃ من الملتقط و ان کان قبر عبد صالح و یکنہ ان یطوف حولہ ثلاث مرات فعل ذلک۔ انتہیٰ وکذا فی خزانۃ الروایات ووسیلۃ القلوب ومحک الطالبین و فتاوی برہنہ وشہزادہ داراشکوہ کہ از علماے وقت واہل نسبت باطنی ہم بودہ۔

درسفینۃ الاولیاء نوشتہ کہ ہرگاہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ در مدینۃ منورہ میرفتند طوافِ روضۂ مقدسہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میمودند۔ اگرچہ ایں کتب در بیان اخلاق وآداب اندا تا چوں ایں طواف از آداب ست نہ از عبادات ومعاملات پس مارا سندایں کتب ہم مفیدست۔ فقط

حررہ خادم العلماء عبدالرحمٰن خیر پوری

یکم ماہ صفر ۱۳۰۵ ہجری المقدس

(ترجمہ) اور دستور القضاۃ میں ہے کہ قبر اگر عبد صالح کی ہو تو ممکن ہے کہ اس کے گرد تین بار طواف کر لے اور اسی طرح خزانۃ الروایات اور وسیلۃ القلوب اور محک الطالبین اور فتاوی برہنہ میں اور شہزادہ داراشکوہ جو علمائے وقت اور اہل نسبت باطن رکھنے والوں میں سے تھا سفینۃ الاولیاء میں لکھتا ہے کہ جب بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ جاتے تو روضۂ مقدسہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا طواف کیا کرتے تھے، اگرچہ یہ کتب اخلاق وآداب سے تعلق رکھتی ہیں لیکن یہ طواف آداب میں سے ہے نہ کہ عبادات میں سے اور ہمارے معاملات کے لیے ان کتب کی سند بھی کافی ہے۔ فقط حررہ خادم العلماء عبدالرحمٰن خیر پوری۔ یکم ماہ صفر ۱۳۰۵ ہجری المقدس

☆

مولوی عبدالرحمٰن خیر پوری کے فارسی فتوی کا اردو ترجمہ ہمارے معاون مرتب مفتی محمد سعید صابر نعیمی صاحب نے کیا۔ مولانا قصوری نے اس کا جواب اردو میں ہی تحریر کیا تھا۔ (مرتبین)

تحریر مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب متوطن قصور ضلع لاہور

- درعدم جوازِ طوافِ قبور -

بجواب تحریر مولوی عبدالرحمٰن صاحب خیر پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامدًا و مصلیاً .

اما بعد! مخفی نہ رہے کہ چند روز سے ریاست اِسلامیہ بہاول پور سے ایک دوست نے مولوی عبدالرحمٰن صاحب خیر پوری کی تحریر درباب جواز طواف قبور اولیاء اللہ کے بھیج کر لکھا کہ اگر یہ مسئلہ حق ہے تو اس پر دستخط کر کے اتفاق اپنا ظاہر کریں، ورنہ اس کا جواب لکھیں۔

چونکہ فقیر کو ردو جواب مخالفین اہل سنت اس ملک سے کم فرصت ملتی ہے، نیز دو ایک رسالوں میں سابق بھی عدم جواز طواف قبور لکھا گیا تھا، اس لیے اس تحریر کا جواب بذمۂ علماے ریاست موصوف رکھ کر اس دوست سے عذر پیش کیا مگر اس طرف سے علاوہ اصرار اس مخلص کے اور بھی بعض عمائد ریاست سے اِستدعا ہوئی کہ ضرور اظہارِ حق کرنا چاہیے، اس لیے تحریر مذکور کو بطورِ قولہ نقل کر کے اس کا جواب ضروری قلم بند کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کی نیت سے موافق مذہب اہل سنت کے لکھتا ہوں۔

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ شانہٗ کے فضل سے اُمید ہے کہ علماے اہل سنت اس کو دیکھ کر پسند فرمائیں گے اور منصف حق پرست زیادہ بات نہ بڑھائیں گے۔

اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَ مَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ ○ (سورۂ ہود:۱۱/۸۸)

NarselIslam
Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

قولہ: عبارت مولوی عبدالرحمٰن صاحب خیر پوری

سوال اینکہ درمیان اہل محبت کہ باولیاء اللہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم محبت و اعتقاد قلبی میدارند برای تعظیم اولیاء اللہ طواف مزارات اوشان مروج ست شرعاً جائز است یا نہ ۔ بینوا توجروا۔

الجواب باعانة الملهم بالصواب:

آنکہ جائز ست چرا کہ معنی طواف گردگشتن ست چیزے را و مطلق طواف عبادت نیست کہ مختص بہ بیت اللہ شریف باشد نعم طواف بیت اللہ شریف عبادت ست و طواف مزارات اولیاء اللہ فعل تعظیم ست نہ عبادت تا کہ ممنوع باشد چنانکہ قیام دو قسم ست یکے عبادت چنانچہ قیام فی الصلوٰۃ ۔ دوم تعظیمی چنانچہ برای عظماء چنانچہ در احادیث شریفہ آمدہ قوموا السیدکم پس طواف تعظیمی را بر طواف عبادت قیاس کردن و حکم کردن بعدم جواز قیاس مع الفارق ست ۔

تردید آں از مولوی غلام دستگیر صاحب حنفی قصوری

فقیر عرض کرتا ہے کہ مجیب صاحب نے اس تحریر میں تسلیم کیا ہے کہ طواف کعبہ شریفہ عبادت ہے جیسا کہ قیام فی الصلوٰۃ عبادت ہے، پھر قیام تعظیمی بزرگوار کا جواز تو حدیث قوموا لسیدکم سے ثابت کیا ہے جو بجا ہے، مگر طواف تعظیم قبور اولیا کو بلا دلیل جائز لکھ دیا ہے جو شانِ مفتیانِ تقوی شعار سے بعید معلوم ہوتا ہے۔

ذرا غور فرمائیں کہ ایک امر عبادت الٰہی کو جو اپنے نزدیک بھی یقیناً عبادت ہو بلا دلیل شرعی مخلوق کے واسطے روا کر دینا جرأت علی الفتیا نہیں تو اور کیا ہے۔ اور آگے چل کر جن دلیلوں سے جواز نقل کیا ہے اہل علم منصف مزاج کے نزدیک کوئی بھی ان میں سے دلیل نہیں اس کے جواز پر جیسا کہ اپنے موقع پر ظاہر ہو گا۔

قولہ عبارت مولوی عبدالرحمٰن صاحب خیر پوری

نمی بینی کہ سجدہ از اعاظم افعال عبادت ست ہم دو قسم ست سجدۂ عبادت و سجدۂ تعظیم۔ سجدۂ تعظیم لغیر اللہ اگر چہ در شرائع سابقہ جائز بود مگر در شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حرام شد۔

تردید آں از مولوی غلام دستگیر صاحب حنفی قصوری

فقیر کہتا ہے کہ کہ سجدۂ تحیت باوصفے کہ شرائع سابقہ میں جائز تھا مگر دین اسلام میں بسبب کمال توحید و خدا پرستی کے روا نہ رکھا گیا بلکہ حرام قرار دیا گیا۔ اور ردالمحتار علی الدر المختار میں بانقل بعضے معتبرات اس کو بھی کفر لکھا ہے جس سے محقق ہوا کہ فعل عبادت الٰہی کو مخلوق کے حق میں روا کر دینا سوائے دلیل شرعی کے بالکل ناروا ہے۔ سو اگر طوافِ قبور اولیا کے جائز کرنے والے کے پاس دلیل اس کی کوئی آیت یا حدیث صحیح یا اجماع امت یا قیاس مجتہد جو یہ چاروں اَدلہ شریعت ہیں موجود ہے تو پیش کرے ورنہ تقول فی دین اللہ سے بچنا اہل اسلام کو واجبات سے ہے۔ **واللّٰہ ھوَ الموَفق**

قولہ عبارت مولوی عبدالرحمٰن صاحب خیر پوری

اگر طواف تعظیم برائے غیر بیت اللہ ممنوع بودے ہر آئینہ کدام نص از کلام ربانی یا احادیث نبوی یا قول مجتہد در حرمت او وارد شدے حالانکہ ہیچ سند حرمت او یافتہ نشدہ پس فعل تعظیم را بغلط فہمی خود فعل عبادت نام نہادہ بلا دلیل شرعی حرام گفتن بعید از عقل و نقل است۔ اگر مدعی حرمت در دعوی خود صادق ست بروی لازم کہ سند از اسناد مرقومہ بالا پیش کند۔

تردید آں از مولوی غلام دستگیر صاحب حنفی قصوری

فقیر کہتا ہے کہ مدعی حرمت طواف قبور کو اہل علم کے نزدیک کسی سند کے پیش کرنے کی حاجت

نہیں ہے جب آپ خود مقر ہیں کہ طواف بیت اللہ عبادت الٰہی ہے، مدعی حرمت آپ سے دلیل جواز طواف غیر بیت اللہ طلب کرتا ہے کہ کون سی آیت یا حدیث وغیرہما سے بیت اللہ کے سوا تعظیمی طواف کسی اور چیز کا روا ہے؟۔

قولہ عبارت مولوی عبدالرحمٰن صاحب خیر پوری

واینکہ قولہ تعالیٰ و **لیطوفوا بالبیت العتیق** سند گرفتہ حرام میفر مایند بداں ماند کہ قیام تعظیمی را بسند قولہ تعالیٰ و **قوموا للّٰہ قانتین** حرام گویند حالانکہ قیام تعظیمی را کسے حرام نمی گوید پس عجب ست کہ و **لیطوفوا** الآیۃ را سند خود قرار دادہ اند حالانکہ ایں طواف عبادت ست و در تفصیل ارکان حج بیت اللہ شریف مذکور شدہ خاصہ دریں آیۃ کریمہ ہیچ کلمۂ حصر نیامدہ کہ از وی اختصاص طواف بہ بیت اللہ شریف ثابت شود۔

تردید آں از مولوی غلام دستگیر صاحب حنفی قصوری

فقیر عرض کرتا ہے کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ قیام تعظیمی تو حدیث شریف سے روا ہو چکا ہے طوافِ تعظیمی کسی دلیل شرعی سے ثابت معلوم نہیں ہوتا ہے۔ اور آیہ شریفہ **و لیطوفوا بالبیت العتیق** صریح فرما رہی ہے کہ طواف بیت اللہ ہی مشروع ہے۔ تفسیر مدارک وغیرہ میں لکھا ہے :

وھو مطاف أھل الغیراء کما أن العرش مطاف أھل السماء. انتھی

اس لیے جو طواف قبل نزول اس آیت مبارکہ کے رائج تھا جیسا کہ صفا و مروہ میں طواف تھا تو اصحابِ کبار رضی اللہ عنہم بعد نازل ہونے اس آیت شریف کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے لگے کہ ہم پہلے اس سے صفا مروہ میں طواف کرتے تھے اور اب اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کا ارشاد فرمایا ہے اور صفا مروہ کا ذکر نہیں کیا پس ہم اگر صفا مروہ میں طواف کریں تو کچھ ہرج ہے۔ تب یہ آیت شریف اُتری :

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِھِمَا ○ (سورۂ بقرہ:۲/۱۵۸)

جیسا کہ صحیحین وغیرہما میں یہ واقعہ مذکور ہے۔ تبرعاً صحیحین کی ضروری عبارت نقل کر دیتا ہوں:

صحیح بخاری شریف کے باب **وجوب الصفا والمروۃ وجعلهما من شعائر اللّٰہ** میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حدیث طویل کے اخیر یوں لکھا ہے :

> **كانوا يطوفون كلهم بالصفا والمروة، فلما ذكر اللّٰه تعالیٰ الطواف بالبيت ولم يذكر الصفا والمروة في القرآن، قالوا يا رسول اللّٰه كنا نطوف بالصفا والمروة و إن اللّٰه أنزل الطواف بالبيت فلم يذكر الصفا فهل علينا من حرج أن نطوف بالصفا والمروة فأنزل اللّٰه تعالى [ان الصفا والمروة من شعائر اللّٰه] . الاية** (۱)

یہ عبارت مطبوعہ احمدی کے صفحہ ۲۲۳ سے منقول ہوئی ہے اور اس کے حاشیہ پر صحیح مسلم کی یہ عبارت درج ہے :

> **و قال آخرون من الأنصار إنما أمرنا بالطواف بالبيت و لم نؤمر به بين الصفا والمروة فأنزل اللّٰه عزوجل : [ان الصفا والمروة من شعائر اللّٰه] .** (۲)

پس اہل علم وانصاف کو اب بخوبی یقین ہو گیا ہے کہ آیت **و ليطوفوا بالبيت العتيق** صاف دلیل ہے اس پر کہ کعبہ شریفہ ہی کا طواف کرو۔ جب دوسری آیت سے صفا و مروہ میں طواف (جو دراصل وہ حقیقی طواف نہیں بلکہ سعی بین الصفا والمروہ کا نام طواف رکھا گیا ہے) روا معلوم ہوا تب مسلمانوں نے اس کا اِرتکاب کیا۔ پس ایسا ہی اگر مجوزین طوافِ قبور اولیا کے پاس کوئی دلیل شرعی اس کے جواز کی ہے تو پیش کریں اور ہم کو تو جہاں تک تلاش کی ہے کوئی دلیل نہیں ملتی ہے بلکہ برعکس عدم جواز طواف وغیرہا دلائل شرعیہ سے ثابت ہو رہا ہے۔

قولہ عبارت مولوی عبدالرحمٰن صاحب خیر پوری

اگر انصاف فرمایند طواف مراقد اولیاء اللہ تعالیٰ ازیں آیۂ شریفہ ہم ثابت میشود چرا کہ

---

(۱) صحیح بخاری: ۱۵۸/۲ حدیث: ۱۶۴۴۔

(۲) صحیح مسلم: ۹۲۹/۲ حدیث: ۱۲۷۶۔

در تفسیر نیشاپوری تحت قولہ تعالیٰ ان اوّل بیت وضع للناس الآیة آمده و ان انموذج بیت اللّٰہ فی الانسان (و هو العالم الصغیر) القلب فالذی وضع ببکه صدر الانسان مبارکا علیه و هدی یهتدی به جمیع اجزاء وجود عبداللّٰه بجوده فان النور الالٰهی اذا وقع فی القلب انفتح له واشع فیه یسمع و به یبصر و به یعقل و به ینطق وبه یبطش و به یمشی و به یتحرک و به یسکن فیه ایات بینات یصل بها الطالب الی مطلوبه والقاصد الی مقصوده. انتهیٰ کلامه.

تردید آں از مولوی غلام دستگیر صاحب حنفی قصوری

فقیر مجیب صاحب سے عرض کرتا ہے کہ آپ نے اس عبارت میں کون سی آیت یا حدیث یا قول مجتہد سے مزارات اولیاء اللہ کے طواف کو ثابت کیا ہے، ذرا براے مہربانی سمجھا دیں کہ کسی مفسر کی عبارت کا نام آیت یا حدیث یا قول مجتہد ہے۔ اگر ایسی دلیلوں سے آپ اثباتِ ادعا کرتے ہیں تو صریح یہ بھی فتویٰ دیں کہ انسان (عالم صغیر) کے قلب کو جو بیت اللہ کا نمونہ ہے قبلہ نما بنا کر نماز میں سجدہ بھی اس کی طرف کیا کریں۔ نیز قبور اولیاء اللہ کو بھی سجدہ کرائیں کہ ان میں بھی وہی اربابِ قلوب ہیں۔

خدا کے لیے دین اسلام میں خصوص اس وقت میں جو غربت دین بدرجہ غایت ہے اور مذاہب زائعہ ہر قسم کے فتنہ برپا کر رہے ہیں تو ہم اہل سنت کو لازم بل الزم ہے کہ ایسے فتووں سے زبان بند رکھیں۔ آخر قیامت کے روز حساب دینا ہے۔

قولہ عبارت مولوی عبدالرحمٰن صاحب خیر پوری

ودر حدیث قدسی آمده لا یسعنی ارضی و لا سمائی و لکن یسعنی قلب عبدی المؤمن ونیز آمده قلب المؤمن عرش اللّٰه تعالیٰ.

تردید آں از مولوی غلام دستگیر صاحب حنفی قصوری

فقیر عرض کرتا ہے کہ اول دونوں حدیثوں کو کتب معتبرہ احادیث کے نشان دے کر بعدہ کسی معتبر محدث سے ان کی تصحیح لکھ کر نقل کر کے پھر ان کا نص ہونا واسطے جواز طواف قبور کے شرح وار بیان فرمائیں تاکہ سب کی سمجھ میں آجائے کہ ان دلائل شرعیہ سے فلانہ مسئلہ ثابت ہوا۔ اور جب تک ایسا نہ ہو تب تک اپنی فضیلت اور علمیت کو بٹہ نہ لگائیں اور فقیر کی محبانہ اور مخلصانہ تحریر کو برا نہ مانیں۔

قولہ عبارت مولوی عبدالرحمٰن صاحب خیر پوری

ودر بارۂ تعظیم اولیاء اللہ تعالیٰ احادیث نبویہ ہم وارداند کہ ان **من اجلالی و توقیری توقیر الشیخ من امتی والشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ.**

تردید آں از مولوی غلام دستگیر صاحب حنفی قصوری

فقیر کہتا ہے کہ ان دونوں حدیثوں کے الفاظ ہی بتارہے ہیں کہ یہ موضوعات میں سے ہیں۔ اور ایسے دلائل کے پیش کرنے سے علماے اہل سنت ریش خند مخالفین ہوتے ہیں۔ خدا کے واسطے ذرا غور فرما کر ہر عربی عبارت کو حدیث نہ فرمایا کریں، جب تک کسی حدیث کا پتہ کتب حدیث سے نہ لگے، تب تک جرأت کرنی دیانت سے بعید ہے۔

غیر حدیث کو حدیث کہہ دینے میں صحیح حدیثوں میں سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ جس قدر اکرام واجلال اولیاء اللہ کا شرع سے حکم ہے ہم لوگ اس میں سرمو خلل انداز کو دشمن خداے تعالیٰ اور رسول علیہ السلام کا یقین کرتے ہیں، البتہ غیر مشروع تعظیم کرنے سے رکتے ہیں کہ قیامت کو اس کا جواب کچھ نہیں بن پڑے گا۔ **واللہ ھو الھادی**

قولہ عبارت مولوی عبدالرحمٰن صاحب خیر پوری

ودر مشکوٰۃ شریف حدیث آمدہ کہ **ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ تعالیٰ**

يتلون كتب الله و يتدار مونه بينهم الا نزلت عليهم السكينة و غشيتهم الرحمة و حفتهم الملائكة و ذكرهم الله تعالىٰ فيمن عنده و من أبطا به عمله لم يسرع به نسه . رواه مسلم ومعنى حفتهم الملائكة چنیں فرموده اند که طواف میکنند اوشانرا فرشتگان اگر ایں طواف عبادت بودے معاذ اللہ که فرشتگان عبادت غیر خدا کنند۔ پس معلوم شد که طواف تعظیم لغیر اللہ و لغیر بیت اللہ جائز ست وطواف عبادت مخصوص به بیت اللہ ست۔

تردید آں از مولوی غلام دستگیر صاحب حنفی قصوری

فقیر عرض کرتا ہے کہ مجیب صاحب نے اوپر دلیل نص آیت یا حدیث یا قول مجتہد سے طلب کی ہے۔ پس اپنی تحریر کے موافق غور کریں کہ اول تو حدیث شریف فرشتوں کے طواف کرنے پر ذاکرین کے لیے نص نہیں ہے کہ **تطوفهم الملائكة** نہیں فرمایا بلکہ لفظ حف کے معنی کثیرہ ہیں جن میں سے اس جگہ احاطہ کے معنی بہت چسپاں ہیں جیسا کہ اہل علم پر روشن ہے۔

دوم: اگر یہی معنی طواف کے مراد رکھے جائیں، تاہم بنی آدم کو طواف قبور کی اجازت پر اس میں کوئی دلیل نہیں ہے، کیونکہ فرشتے تو بحکم الٰہی اس طواف پر مامور ہوں گے بنی آدم کو طواف قبور کی اجازت کس حکم سے ہے؟۔ اگر وہ حکم قرآن و حدیث صحیح و اجماع و قیاس سے دکھلائیں کہ نص ہو طواف قبور پر تو ہم کو ایک ذرہ بھی اس کی تعمیل میں توقف نہ ہوگا، مگر جب تک اجازت صریح نہ ملے تو ایسی فرضی اور زخمی دلیلوں سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا کام مخلوق کے واسطے کیونکر روا کر دیا جائے۔ **واللّٰه هو الهادي .**

اور یہ بات اہل علم پر روشن ہے کہ جو احکام فرشتوں سے متعلق ہیں وہ سب حکم بنی آدم سے متعلق نہیں اور بفرضِ محال گر مان لیں تو اس سے خالصتاً للہ ذاکرین اللہ کا زندگی میں طواف کرنا پایا جاتا ہے، قبور کے طواف کا تو نام ونشان اس میں نہیں ہے!۔

قولہ عبارت مولوی عبدالرحمٰن صاحب خیر پوری

و مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی در زاد اللبیب ......طواف مراقد اولیاء جائز فرمودہ اند و فی دستور القضاۃ من الملتقط **و ان کان قبر عبد صالح و یکنہ ان یطوف حولہ ثلاث مرات فعل ذلک. انتھیٰ و کذا فی خزانۃ الروایات و وسیلۃ القلوب و محک الطالبین و فتاوی برھنہ .**

تردید آں از مولوی غلام دستگیر صاحب حنفی قصوری

فقیر کہتا ہے کہ اس قول میں مجیب صاحب نے بہت سی سہل انگاریاں کی ہیں۔

اول: تو اوپر نص آیت یا حدیث یا قول مجتہد کو سند مقرر کر چکے تھے اب ایسی کتابوں کو جن میں ہر قسم کے رطب و یابس جمع ہیں سند میں پیش کرنے لگ گئے۔ آیت یا حدیث صحیح یا قول مجتہد سے سند پیش کرنا لازم تھا۔

دوم: زاد اللبیب مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کی تالیف نہیں۔ سنا گیا ہے کہ ان کے خاندان میں سے کسی نے تالیف کی ہے اور جب اس کو دیکھا گیا تو اس میں مسائل صحیح بھی ہیں اور نہایت ضعیف بلکہ موضوع باتیں بھی منقول ہیں، اور خصوص مسئلہ طواف قبور میں کسی معتبر کتاب سے نقل نہیں کی ہے صرف **فی الفتاوی** لکھ کر آگے لکھا ہے :

> اگر کسی نیک کی قبر ہو تو ممکن ہے کہ اس کے گرد تین مرتبہ طواف کر لیں۔ اور قبروں پر ہاتھ رکھنے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ سنت و مستحب نہیں لا باس بہ ہے اور بعضوں نے اس کو بدعت مکروہ کہا ہے کہ وہ عادت یہود و نصاریٰ کی ہے یہ ترجمہ ہے عبارت زاد اللبیب۔

اب غور کرو کہ جو روایت کسی مجہول کتاب سے منقول ہو اور اس کی دلیل قرآن یا حدیث صحیح یا اجماع یا قیاس مجتہد سے مذکور نہ ہو تو اس کو کون سا دینی عالم قبول کرے گا!۔

یہ حال ہے مجیب صاحب کی پہلی کتاب مستند کا۔ اب اخیر کتاب فتاوی برہنہ کو جو دیکھا گیا

تو اس میں یوں لکھا ہے :

اَما طواف گور صالح سہ بار رواست۔

اور دلیل اس مسئلہ کی کوئی نہیں لکھی کہ کس آیت یا حدیث وغیرہما میں سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔ پھر قطع نظر اس سے مشہور ہے کہ فتاوی برہنہ میں بہت ضعیف مسائل و احادیث موضوعہ درج ہیں۔ علاوہ ازیں اس فتاوی برہنہ کی پہلی جلد محرمات کے بیان میں لکھا ہے :

تعلّم منطق چوں شربِ خمر ست۔ ص۱۰۳ سطر۸ مطبوعہ لاہور اور ص۷۹ سطر۱، ۲ میں لکھتے ہیں:

ودر خبر ست کہ صوفی چوں رقص میکند شیطان انگشت در دُبرمی آرد تا یمن وشمال وشیہ زند۔

(روایت ہے کہ جب صوفی رقص کرتا ہے تو شیطان اس کی دُبر میں انگلی ڈالتا ہے جس سے وہ دائیں بائیں وجد کرتا ہے۔ مترجم)

اب اگر مولوی صاحب کا ان مسائل پر بھی اعتبار ہے اور اس کتاب کو کمالِ معتبر جانتے ہیں اور اول سے آخر تک مانتے ہیں تو مسئلہ بلا دلیل طواف قبر صالح کے جواز پر بھی فتوی دے دیں۔ اور اگر مولوی صاحب منطق کی کتابوں کا درس بھی ہمیشہ کرتے ہیں اور صوفیوں کے سماع و سرود و رقص کو روا جانتے ہیں تو گویا فتاویٰ برہنہ کے مسائل و دلائل ان کے نزدیک نامعتبر ٹھہرے، پھر ایسی کتاب کی دلیل سے فعل عبادتِ الٰہی کو مخلوق کے واسطے روا کرنا انصاف و دیانت سے کیوں نہیں بعید سمجھتے ہیں!۔ واللہ ہو الہادی

قولہ عبارت مولوی عبدالرحمٰن صاحب خیر پوری

وشہزادہ داراشکوہ کہ از علماے وقت و اہل نسبت باطنی ہم بودہ در سفینۃ الاولیاء نوشتہ کہ ہرگاہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ در مدینۃ منورہ میرفتند طواف روضۂ مقدسہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میمودند۔ اگرچہ ایں کتب در بیان اخلاق و آداب اندا تا چوں ایں طواف از آداب ست نہ از عبادات و معاملات پس مارا سند ایں کتب ہم مفید ست۔ فقط

حررہ خادم العلماء عبدالرحمٰن خیر پوری۔ یکم ماہ صفر ۱۳۰۵ ہجری المقدس

تردید آں از مولوی غلام دستگیر صاحب حنفی قصوری

فقیر عرض کرتا ہے کہ دارا شکوہ صاحب نے امام صاحب کے طواف کو دیکھا تو نہ تھا کیونکہ صد ہا سال ان سے پیچھے پیدا ہوئے تھے، پس وہ سلسلہ سند اس روایت کا کیوں نہ لکھا۔ یا کسی کتاب فقہ حنفی معتبر کا نام کیوں نہ درج کیا جس سے یہ روایت قابل اعتبار ٹھہری۔

حضرت علامت! ایسی بے اصل روایات کا دین اسلام میں ایک ذرّہ برابر بھی اعتبار نہیں ہوتا۔ اب آپ منصف ہو کر سوچیں کہ کئی متن وشروح وفتاوی ہائے فقہ حنفی کی معتبر مشہور ہیں اور ان میں آدابِ زیارتِ قبور درج ہیں، اگر امام صاحب کا طواف روضۂ منورہ کا واقعہ صحیح ثابت ہوتا تو اکابر علمائے حنفی روایت کیوں نہ کرتے بلکہ امام صاحب کے شاگردوں کی کتابوں میں ضرور درج ہوتا۔ پس برائے خدا ایسی واہیات باتوں پر بنیاد کر کے مخالفین اہل سنت کو نہ ہنسائیں۔ اور قیامت کے حساب سے اندیشہ فرمائیں۔

وما علینا إلا البلاغ المبین .

حضرت حافظ جی مولانا غلام مصطفیٰ صاحب قصوری سلمہ اللہ تعالیٰ نے فقیر سے ذکر کیا کہ میں نے بوقت سعادت زیارت روضۂ منورہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہا تھا کہ گردا گرد روضہ شریف کے پھر کر احادیث مرقومۂ غلاف شریف کو ملاحظہ کروں اور طواف کا قطعاً خیال نہ تھا تاہم مجاورین اس بقعہ منورہ نے مجھ کو دھمکایا کہ طواف نہ کرو کہ بیت اللہ شریف سے مخصوص ہے پس جب ان وقتوں میں ایسا انتظام ہے تو اس سے پہلے وقتوں میں کیوں اس سے زیادہ انتظام نہ ہوگا اور خدا نخواستہ امام صاحب رضی اللہ عنہ ایسا نامشروع فعل کیوں کرنے لگے! ۔ فافهم .

اب یہاں تک مجیب صاحب کے اقوال کے جواب شافی سے فارغ ہو کر ظاہر کیا جاتا ہے کہ اوپر قرآن وحدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ طواف اسی چیز کا کرنا روا ہے جس کو قرآن وحدیث روا فرمائیں۔ اس جگہ اس کی تائید کے لیے تھوڑا سا تفسیر فتح العزیز سے بھی لکھ دیا جاتا ہے کہ مولانا صاحب ختم المفسرین والمحدثین آیت اِن الصفا والمروۃ کے نیچے لکھتے ہیں :

وابوداود وترمذی بروایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آوردہ اند کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام می فرمودند **انما جعل الطواف بالبیت والسعی بین الصفا والمروۃ و رمی الجمار لاقامۃ ذکر اللہ لا لغیرہ .** (۱)

پھر تھوڑا سا آگے چل کر لکھتے ہیں :

چنانچہ طواف بخانہ کعبہ است ووقوف بعرفات ست ۔(۲)

پھر آیت **یُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ** کے نیچے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرنے والوں کے ذکر میں اِفادہ فرماتے ہیں کہ

> بلکہ بعضے از ایشاں با صور و ہیاکل وقبور ومعاہد ومساکن ومجالس آنہا (یعنی انبیاء واولیاء و عباد ورہانیین واحبار وعلما کی قبور وغیرہ کے ساتھ) افعالے کہ در مسجد وکعبہ برای خدا باید کرد بعمل مے آرند مانند سر برزمیں نہاون وگرداگرد گشتن و دست بستہ بصورت استقبال قبلہ در نماز ایستادن حالانکہ ایں محبت ایشاں مقتضائے ایمان بخدا و برای خدا نیست تا نزد خدا مفید افند ودر رضا مندی او بکار آید زیرا کہ ایں محبت از حد محبت مخلوق در گذشتہ است ۔انتہی (۳)

---

(۱) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک بیت اللہ کا طواف اور صفا ومروہ کی سعی اور رمی جمار اللہ عزوجل کے ذکر کو قائم کرنے کے لیے ہیں نہ کہ غیر اللہ کے لیے۔

(۲) چنانچہ طواف خانہ کعبہ کا ہے اور وقوف عرفات کا ہے۔

(۳) بعض ان کی تصاویر (مورتیاں) ہیاکل، قبور، معاہد (عبادت خانے) مساکن، مجالس میں وہ افعال جو مسجد وکعبہ میں خدا تعالیٰ کے لیے کرنے چاہیے، ایسے کام کرتے ہیں (یعنی انبیاء واولیاء وعباد ورہانیین و احبار وعلما کی قبور وغیرہ کے ساتھ) جیسے زمین پر سر کو رکھنا، ارد گرد گھومنا (طواف کرنا) اور نماز میں استقبالِ قبلہ کی طرح ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا حالانکہ ان کی یہ محبت خدا پر ایمان اور للّٰہیت کے تقاضوں کے مطابق نہیں ہے کہ اللہ کے نزدیک مفید قرار پائے اور اس کی رضا مندی میں کام آئے کیونکہ یہ محبت، محبت مخلوق کی حد سے گذر چکی ہے۔

فقیر کہتا ہے کہ اصل اس باب میں احادیث صحیحہ ہیں جو صحیحین وغیرہ میں مروی ہیں جن میں سے یہ حدیث شریف جو آپ نے مرض اخیر میں فرمائی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ آپ نے پانچ روز وفات مبارک سے پہلے فرمایا ہے :

لعن اللّٰہ الیھود والنصاری اتخذوا قبور أنبیائھم مساجد –رواہ الشیخان وغیرھما– (۱)

اور یہ بھی ارشاد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے :

ألا و ان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیائھم و صالحھم مساجد ألا فلا تتخذوا القبور مساجد انی أنھاکم عن ذلک –رواہ مسلم وغیرہ–(۲)

امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں:

'علما فرماتے ہیں کہ انبیا وغیرہم کی قبروں کے مسجد بنانے سے اس لیے نہی ہوئی کہ کہیں تعظیم میں مبالغہ کرنے لگ جائیں اور اس فتنہ میں گرفتار ہو کر کفر تک نہ پہنچ جائیں جیسا کہ بہت سی پہلی امتوں میں ایسا ہی واقع ہوا ہے۔' انتہی مترجماً

اور یہی امام نووی حدیث **لاتجلسوا علی القبور ولا تصلوا إلیھا** (۳) کے نیچے امام شافعی سے لکھتے ہیں :

وہ فرماتے تھے کہ میں ناپسند کرتا ہوں اس قدر تعظیم مخلوق کو کہ اس کی قبر کو مسجد بنا دیں کہ یہ فتنہ ہے لوگوں کے لیے۔ انتہی مترجماً (۳)

---

(۱) اللہ عزوجل نے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی بسبب انبیا و صالحین کی قبور کو مساجد بنانے کے۔ سو میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔ اسے شیخین (یعنی امام بخاری و مسلم) نے روایت کیا۔

(۲) یعنی خبردار تم سے پہلے لوگ انبیا و صالحین کی قبور کو مسجد بنایا کرتے تھے خبردار تم قبور کو مساجد نہ بنانا۔ میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔ اسے امام مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(۳) تم قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں قبروں پر چراغ جلانے کی نہی کی حدیث کے نیچے لکھتے ہیں :

> علما نے کہا ہے کہ یہ نہی واسطے احتراز تعظیم قبور سے ہے۔ چنانچہ نہی مسجد بنانے قبر کی بھی ایسی ہے۔ انتہی مترجما و ملخصاً

اب اس سے بخوبی محقق ہوا کہ مبالغۂ (۱) تعظیم قبور سے نہی وارد ہوئی تا کہ لوگ اس فتنہ میں پڑ کر کفر تک نہ پہنچ جائیں پس طواف قبور کرنا بھی صریح مبالغہ تعظیم میں ہے بلکہ اگر بنظر غور دیکھیں تو یہ طوافِ قبور مسجد بنانے قبور سے کچھ اوپر ہے کہ فعل عبادت الٰہی کو بلا دلیل شرعی مخلوق کے واسطے روا کرنا ہے، اگر چہ مبالغہ تعظیم میں نہیں تو اور کیا ہے۔ علاوہ یہ طواف تعظیم مشابہ بت پرستوں کے شعار سے بھی ہے جیسا کہ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں :

> **قال ابن عباس رضی اللّٰہ عنھما: کان علی الصفا صنم و علی المروۃ صنم و کان أھل الجاھلیۃ یطوفون بھما و یتمسحون بھما فلما جاء الإسلام کرہ المسلمون الطواف بینھما فأنزل اللّٰہ تعالیٰ ھذہ الأیۃ یعنی [ان الصفا و المروۃ من شعائر اللہ] . ص ۶۵ جلد ۲ مطبوعہ مصر.** (۲)

اور حضرت شاہ عبدالعزیز رئیس اہل تمیز علیہ الرحمہ نے اس امر کو عمدہ تفصیل سے بیان فرمایا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ خطرۂ مشابہت کفار و بت پرستان تب معتبر ہوتا ہے جب حکم شرع وارد نہ ہو اور جب حکم ناطق شرع کا وارد ہو جائے جیسا کہ **ان الصفا والمروۃ الآیۃ** ہے کہ یہ طواف تاکید طواف خانۂ کعبہ اور اس کی تتمیم ہی ہے تو وہ خطرہ مشابہت کا کوئی نہیں رہتا ہے۔ **الی اخر ما حققه بحق التحقیق و فصل بکمال التفصیل .**

---

(۱) فعل تعظیم قبور جو حق تعظیم مخلوق ہے مشروع۔۔۔۔نہ کریں اور۔۔۔نہ بیٹھیں اور تکیہ نہ بنائیں جیسا کہ اس کی حیات میں تعظیم تھی ویسا ہی قبر کی تعظیم ہے۔ کذا فی الکتاب الدینۃ۔ ۱۲ منہ غفر اللہ لہ

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: صفا پر ایک بت تھا اور مروہ پر بھی ایک بت تھا اور اہل جاہلیت ان کا طواف اور مسح کرتے تھے، پس جب اسلام آیا تو مسلمانوں نے ان کے درمیان طواف کو مکروہ جانا تب اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ بے شک صفا و مروہ اللہ عزوجل کی نشانیوں میں سے ہیں۔

پس ان اَدلۂ شرعیہ سے کئی اکابر علمانے طواف قبر کو غیر مشروع وحرام لکھ دیا ہے جن میں سے تفسیر فتح العزیز کی نقل اوپر گزر چکی ہے۔

اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ جن کو حضرت ختم المحدثین والمفسرین صاحب تفسیر فتح العزیز رحمۃ اللہ علیہ '**بیہقئ وقت**' فرمایا کرتے تھے اور ان کا ظاہر باطن کے علوم میں '**وحید العصر**' ہونا ان کی تصانیف سے ظاہر ہے مالا بد میں لکھتے ہیں کہ:

> سجدہ کردن بسوے قبور انبیا و اولیا وطواف گرد قبور کدن ودعا از انہا خواستن ونذر برای انہا قبول کردن حرام است بلکہ بعضے چیزہا بکفر میرسانند۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم برآنہا لعنت گفتہ است وازاں منع فرمودہ وگفتہ کہ قبر مرا یت نکفید۔ انتہیٰ (۱)

بالفعل یہ دو کتابیں موجود تھیں جن کی نقل ثبت ہوئی۔ اب اخیر میں امام ابن الہمام جو حنفی المذہب میں مجتہد ہیں ان کی فتح القدیر سے ایک کلیہ نقل ہوتا ہے، فرماتے ہیں :

> **ویکره النوم عند القبر و قضاء الحاجة، بل أولیٰ و کل مالم یعهد في السنة، والمعهود منها لیس إلا زیارتها، والدعاء عندها قائما کما کان یفعل صلی الله علیه وسلم فی الخروج إلی البقیع ویقول: [السلام علیکم دار قوم مؤمنین وإنا إن شاء الله بکم لاحقون، أسأل الله لي و لکم العافیة] واختلف فی اجلاس القارئین لیقرء وا عند القبر والمختار عدم الکراهة . انتهی .** (۲)

---

(۱) یعنی انبیا واولیا کی قبور کی طرف سجدہ کرنا اور قبور کے گرد طواف کرنا اور ان سے دعا مانگنا اور ان سے نذر قبول کرنا حرام ہے بلکہ ان میں سے بعض چیزیں کفر تک پہنچاتی ہیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر لعنت فرمائی ہے اور ان سے منع کیا ہے اور فرمایا کہ تم میری قبر کو بُت نہ بنانا۔

(۲) یعنی قبر کے پاس سونا اور قضاے حاجت کرنا مکروہ ہے۔ سنت نبویہ کی روشنی میں اولیٰ یہ ہے کہ قبر کی زیارت کی جائے اور اس کے پاس کھڑے ہو کر دعا مانگی جائے۔ کیوں کہ جنت البقیع میں جا کر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود یہ عمل فرماتے تھے۔ اور انھیں یوں خطاب کرتے: خانوادۂ موموناں! تم پر سلامتی ہو۔ اللہ نے چاہا تو ہم بھی تم سے جلد ہی ملنے والے ہیں۔ میں اپنے اور تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے اَمن وعافیت کا خواستگار ہوں۔ نیز قبر کے پاس بیٹھ کر قرآن پڑھنے کے سلسلے میں اہل علم کی مختلف آرا ہیں، تاہم مذہب مختار یہی ہے کہ ایسا کرنا مکروہ نہیں!۔ (فتح القدیر:۳/۴۳۱)

پس غیر معہود از سنت کا مقابر میں کرنا مکروہ ٹھہرا تو طوافِ قبور جو مسنون چھوڑ کر مشروع بھی نہیں بن سکتا ہے کیونکر سخت مکروہ نہ ہو!۔

رہا یہ کہ ایک اور مولوی صاحب مجوزِ طوافِ قبورِ اولیاء اللہ نے یہ دلیل لکھی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی کھجوروں کے انبار کے گرد تین مرتبہ طواف کیا تھا جیسا کہ مشکوٰۃ میں حدیث بخاری سے لکھا ہے۔

سو فقیر کہتا ہے کہ یہ آپ کا گرد پھرنا ان خرما کے درختوں یا انبار کھجوروں کے جیسا کہ روایات بخاری میں لکھا ہے واسطے دعاے برکت کے تھا جیسا کہ حدیث بخاری باب **إذا قاض ...في الدين فهو جائز** کے آخر میں لکھا ہے کہ جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا دَین ادا ہو کر بہت سی کھجوریں بچ رہیں تو انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ان کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان درختوں میں چلے پھرے تھے تو میں نے یقین کر لیا تھا کہ ضرور ان میں برکت ہو جائے گی۔ دیکھو ص ۳۲۴ مطبوعہ مطبع احمدی میں۔

پس کلام تو اس میں ہے کہ کسی چیز کا سوائے کعبہ معظّمہ کے طواف تعظیمی واسطے حاصل کرنے ثواب یا برکت کے شرع میں ثابت نہیں اور اس پر یہ دلیل قائم کرنی بالکل لغو اور بے محل ہے۔ البتہ اس سے اتنا پایا گیا کہ اگر کسی بزرگ کے گرد پھرنے سے کسی قرض دار کے حال میں برکت پڑ جائے اور تھوڑی سی چیز سے بہت سا قرض اَدا ہو جائے تو اس بزرگ کا گرد پھرنا بجا ہے، اور طوافِ قبور جو شرعاً غیر مشروع ہے اس سے اس حدیث کو کیا تعلق!۔ مطافِ معظم کے طواف پر طائف معظم کی دلیل لانی اہل علم کے نزدیک ہیچ پوچ بات ہے۔

اللہ تعالیٰ نیک سمجھ عطا فرمائے اور دین اسلام میں خلل اندازی سے بچائے۔ **واللّٰــه هو الموفق .**

فقیر نے جو یہ تحریر کی ہے محض خیر خواہی دین اسلام و رضا جوئی رب العالمین کے واسطے ہے۔ خدانخواستہ کسی بزرگ آدمی اپنے دوست دینی کی خاطر آزاری وغیرہ ہرگز ہرگز منظور نہیں ہے۔ **والله عليم بذات الصدور .**

او سبحانہٗ وتعالیٰ شانہٗ اہل سنت کے ایسے بے جا اِختلافات کو رفع فرما کر اتفاق نصیب کرے کہ

مخالفین کے ریش خند نہ ہوں۔

آمین یا رب العلمین و صلی اللّٰہ تعالیٰ علی حبیبہٖ و خیر خلقہٖ محمّدٍ وعترته أجمعین برحمتک یا أرحم الراحمین .

امر برقمہ فقیر غلام دستگیر الہاشمی الحنفی القصوری کان اللہ لہ

أصاب من أجاب . العبد فقیر غلام محمد بگوی عفی عنہ امام مسجد شاہی لاہور بقلم خود

مجیب مصیب ہے۔ العبد سید غلام حسین عفی عنہ قصوری خادم مسجد حضرت صاحبزادہ صاحب بقلم خود

ما فیہ صحیح وصواب۔ العبد حافظ غلام مصطفیٰ قصوری بقلم خود

من أیقن هذا فقد رشد واهتدی ومن أعرض عنه فقد ضل وغویٰ ،
العبد فقیر فضل حق صدیقی حنفی امام مسجد کلاں قصور بقلم خود
الجواب الصحیح۔ العبد محمد عبد اللہ ٹونکی عفی عنہ اول مدرس عربی یونیورسٹی کالج، لاہور
المجیب المصیب۔ العبد فقیر خیر محمد عفی عنہ بہاول پوری
الجواب الصحیح۔ العبد جمعیت علی عفی عنہ مدرس مدرسہ بہاول پور
الجواب الصحیح۔ خلیل احمد عفی عنہ مدرس بہاول پور

ما حرره الفاضل الجلیل کاف للمنصف العقیل لا المتعصب الذلیل واللّٰہ الهادي الی سواء السبیل .

العبد نمقہ السید محمد زمان شاہ القصوری والخیر فوری عفی عنہ۔

تمام شد تحریر مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری غفر اللہ لہ

عرضِ مرتبین

رسالہ 'کشف الستور عن طواف القبور' ۱۹۰۴ء میں خادم التعلیم پریس لاہور منشی عبد العزیز کے اہتمام سے طبع ہوا۔ مولانا غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمۃ کا فتوی یہاں مکمل ہوگیا، اس کے بعد قدیم نسخہ میں ناشر نے کچھ دیگر علما کے فتاوی جات متعلقہ حرمت طواف قبور بھی شامل کر دیے تھے جنہیں ہم حذف کر رہے ہیں البتہ دیگر علمائے کرام کے اسمائے گرامی یہاں تحریر کیے جاتے ہیں:

۱۔ مولوی محمد حسین دہلوی

۲۔ سید محمد زمان شاہ خیر پوری تلمیذ مولانا غلام دستگیر قصوری (یہ فتوی خاصا طویل ہے اور دیگر علما کی تصدیقات سے مزین ہے، اس کا ترجمہ ہمارے فاضل دوست مفتی سعید صابر نعیمی صاحب نے کر دیا ہے، ان شاء اللہ جلد ہی شائع ہوگا)

۳۔ مولانا قادر بخش صاحب، واعظ بہاول پور

علاوہ ازیں سید غلام مرتضیٰ شاہ صاحب نے ایک استفتاء ترتیب دے کر علمائے حرمین شریفین سے بھی فتاوی و تصدیقات حاصل کی جو کہ رسالہ میں مندرج ہیں، ہم یہاں علمائے حرمین شریفین کے اسما پیش کر رہے ہیں کیونکہ ہماری تحقیق کا دائرہ کار مولانا قصوری کی تحریرات کا احاطہ کرنا ہے۔

۱۔ مولانا محمد صالح صاحب متوطن مکہ معظّمہ مفتی حنفیہ

۲۔ مولانا محمد سعید صاحب بن محمد بابصیل مفتی شافعیہ

۳۔ مولانا محمد حسین صاحب متوطن مکہ معظّمہ مفتی مالکیہ

۴۔ مولانا خلف بن ابراہیم صاحب متوطن مکہ معظّمہ مفتی حنابلہ

۵۔ مولانا عباس بن جعفر بن صدیق متوطن مکہ معظّمہ مفتی حنفیہ

۶۔ مولانا محمد حسین صاحب بن محمد السندھی الحنفی

۷۔ مولانا عثمان بن عبد السلام داغستانی حنفی مفتی مدینہ منورہ

تاريخ الطبع للعبد الظلوم الجهول غلام رسول الحنفي ساكن عادل گڈہ مشتملا على إفتاء عدم جواز طواف القبور

بحمد اللہ از طبع کشف الستور
شکوک از دل مبتدع گشت دور

حق مسئلہ شد کما ہی عیاں
زحق رفت باطل چو ظلمت زنور

جو آب مصفا درو ہر جواب
بعدم جواز آمدہ بے قصور

طواف قبور از بزرگان دیں
نشد مروی الا بہتان وزُور

کسے را نشد منفعت زیں طواف
بجز دور ماندن ز قرب حضور

کنوں بو کہ ایں رسم بد تا ابد
نیارد در اسلام ہرگز ظہور

بسالش ز انجام فتوی بخواں (۱)
۱۳۲۱ھ
روا نیست قطعاً طواف قبور

---

(۱) انجام فتوی مراد است از حرف اخیر فتوی کہ یا، است و عددش کہ دہ است در مادۂ تاریخ بطریق تدخلہ شمردہ می شود۔ ۱۲ منہ